سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جسکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ط

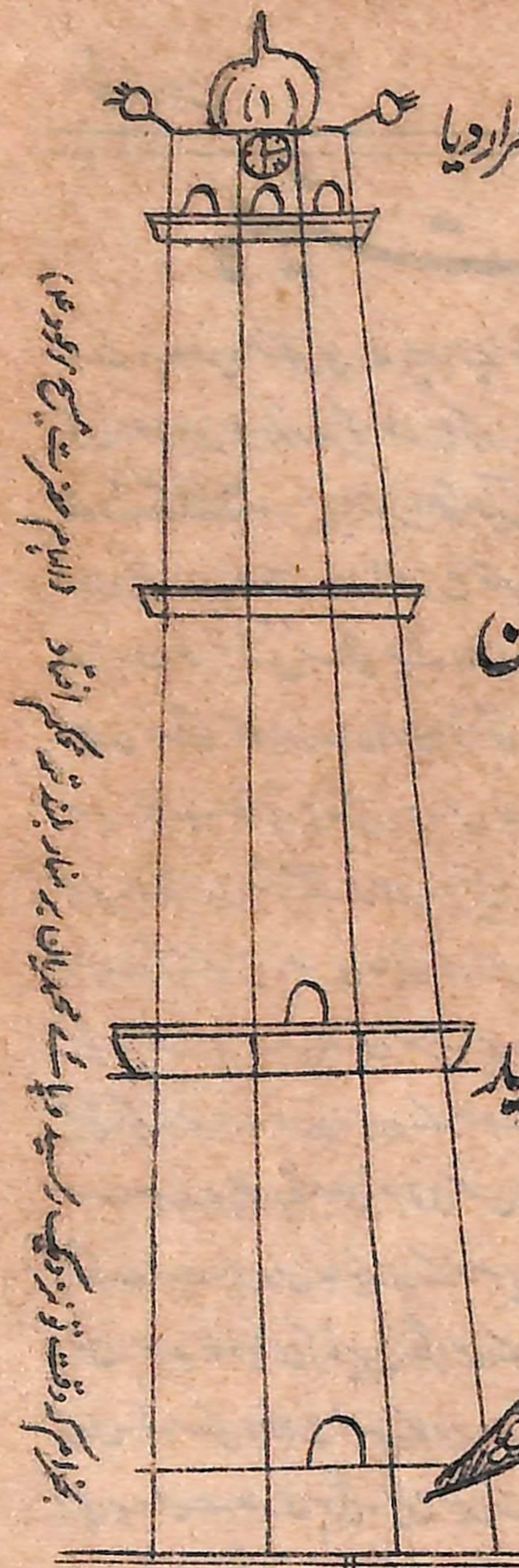
(الہام حضرت مسیح موعود) بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد

الحکم

قادیان
ہفتہ وار اخبار
دور جدید

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چندہ سالانہ
حکومت اور والیانِ ریاست سے .... ما
امراء اور رؤسا سے ...... صہ
معاونین سے ...... عہ
عوام سے ...... صہ
ممالک غیر سے ...... ۱۲ شے

مدیر اعلیٰ:-
شیخ یعقوب علی تراب
احمدی عرفانی

مدیر مسؤل:-
شیخ محمود احمد عرفانی
مجاہد مصری

جلد ۴۷ | مورخہ ۱۴، ۲۱، ۲۸ فروری ۱۹۴۳ء مطابق ۱۴، ۲۱، ۲۸ تبلیغ ۱۳۲۲ ہش | نمبر ۵ و ۶ و ۷

میری کتاب مرکز احمدیت ــ قادیان

اہل علم و اہل قلم حضرات کی نظر میں

(۴)

(مخدومی محترمی جناب قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب کی قلم سے)

یہ دیدہ زیب ۲۶۶ صفحے حجم کی کتاب عزیز محترم شیخ محمود احمدؐ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کی تازہ تالیف ہے۔ جس میں جوان ہمت مؤلف نے مرکز احمدیت قادیان کی تصویر کھینچ کر رکھ دی ہے۔ اور نقش و نگار گوناگوں سے ایسا دلکش بنایا ہے۔ کہ روحِ انسانیت اس میں جذب ہو ہو کر سما جاتی ہے۔ ع اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

برلاس خاندان کے مورث اعلیٰ کی آمد اور ایک بستی کی بناء دکھائی ہے پھر اسکی رونق و آبادی بتائی ہے۔ زمانہ کے انقلابات سے اسکی ویرانی و بربادی۔ انی یحیی اللہ ھذہ القریۃ کا منظر پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ قبل از بعثت کے حالات پھر ماموریت کے واقعات۔ اسلام کی از سر نو حیات اور مذہبی دنیا میں حیرت انگیز انقلابات۔ وجد خیز دینی خدمات غرض اس عہد خوشتر کا مکمل نقشہ پیش کیا ہے۔ حضور علیہ السلام کے سوانح حیات کو نہایت عمدگی اور ہمہ گیری سے بیان کیا ہے۔

پڑھتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی بوڑھا اپنی ہفتاد سالہ زندگی کے چشمدید حالات دلآویز پیرایہ میں مزے لے لے کر سنا رہا ہے۔ اور سننے والے ہمہ تن گوش ہیں۔ قطعاً کسی قسم کا تکلف معلوم نہیں ہوتا۔ نہ مبالغہ بلکہ آنکھوں نے جو کچھ دیکھا۔ وہ زبان پر آرہا ہے۔ بایں ہمہ عبارت میں فصاحت بلاغت روانی۔ جذبات کی فراوانی سب کچھ ہے۔ جو دل نشین ہوتی جاتی اور روح کو گرماتی ہے۔ اس سلسلہ میں حضور کے مباحثات مناظرات۔ اشتہارات۔ تصنیفات۔ سب سے بڑھ کر الٰہی نشانات۔ آپ کی تعلیمات اولاد کی بشارات کا تذکار ہے۔ حضور پر نور کے وصال کے بعد خلافت اولیٰ اور خلافت ثانیہ میں حضور ہی کی پیشگوئیوں کے مطابق اس مرکز کو جو فروغ ہوا۔ وہ بھی خوب دکھایا ہے۔ مختلف نظارتوں کا قیام۔ ایک عالمگیر نظام۔ کام ہی کام جو حضور علیہ السلام کے گذرے ہوئے صحابہ کرام کے جستہ جستہ حالات بھی جمع کردیئے ہیں۔ اور موجودہ اصحاب مہاجرین میں سے بعض کا ذکر کسی قدر تفصیل سے اور اکثر کے نام دے دیئے ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کی مستورات کو بھی نہیں بھلایا۔ صحابیات کا مذکور اور کئی ایک بعد میں آنیوالی ممتاز خواتین کا حال و کمال بھی مسطور ہے۔ شہدائے احمدیت کا تذکرہ نام بہ نام کیا ہے۔ پھر ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء کے ماتحت چند بزرگوں کا ذکر کرتے ہوئے ان مخیرین اور ذی وجاہت احباب کرام کے حالات لکھے ہیں۔ جن کو مالی۔ قلمی جسمی۔ جانی خدمات دینیہ میں حصہ لینے کی سعادت نصیب ہوئی۔

سب سے آخر میں ان تحریکات جدیدہ کا ذکر ہے۔ جن کے ذریعہ جماعت احمدیہ اپنے موجودہ امام کی رہنمائی میں دن دگنی رات چوگنی ترقی کررہی ہے۔ اور دکھایا ہے۔ کہ وہ وقت قریب ہے۔ جب ارتقاء کی منازل طے کرتی ہوئی پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد کی مصداق ثابت ہوگی۔ غرض یہ کتاب ہر طرح سے قابل قدر ہے۔ اور ضروری ہے کہ مؤلف کی محنت کی داد اسکی اشاعت زیادہ سے زیادہ کرکے دی جائے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ جس میں ذرا بھی سعادت ہے۔ اور دین کی محبت وہ اسے پڑھ کر اپنے ایمان و تعلق باللہ میں ایک نمایاں تغیر پائے گا۔ باوجود دائم المریض ہونے کے جس کا اس خاکسار کو بھی کافی تجربہ ہے۔ ایسی جامع تالیف واقعی ع

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میں نے تو اس کتاب کا مطالعہ ایک مہینے میں ختم کیا۔ ایک دو صفحے پڑھ لیتا اور آنکھیں بند کرکے اپنی آنکھوں دیکھے کانوں سنے حالات و واقعات کا جائزہ لیتا۔ اور ایک ایسا خوشنما ایمان افروز منظر لحظہ بہ لحظہ میرے سامنے سے گزرنے لگتا۔ کہ بلا مبالغہ بعض اوقات دو دو گھنٹے اسی حالت سکر میں گزر جاتے۔ ع پس از مدت بیادم داد لذتہائے پنہاں را۔ پھر اس سے آگے پڑھتا۔ اور کبھی یہ شعر گنگناتا ؂

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجاست

زندہ باش اے میرے آقا و محبوب پیشوا کے ہمنام عزیز خدا تیری عمر دراز کرے۔ صحت و سلامتی بخشے۔ اور تجھے توفیق دے۔ کہ اپنے قلبی جوش کے مطابق وہ تمام کتابیں مکمل کرسکے۔ جن کی اشاعت کا ارادہ پچھلے مہینے الحکم میں ظاہر کیا ہے۔ میں اپنے رفیق مکرم حضرت عرفانی کبیر کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنے قائم مقام کو دیکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی عاقبت محمود کرے۔ اور اولاد و احفاد کو مسعود۔ و بیدہ ملکوت کل شئ والیہ ترجعون۔ نیاز مند اکمل عفا اللہ۔

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے پہلے اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی)

ع ۶۵۲۱ ۔ میں بشیر احمد منیر سیال مولوی فاضل ولد میاں فتح الدین صاحب دارالفتوح قادیان قوم جٹ سیال پیشہ ملازمت عمر تئیس ۲۳ سال پیشہ ملازمت تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالامان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳ ماہ فروری ۱۹۴۳ء (۲۳ ماہ تبلیغ ۱۳۲۲ ہش) حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے:۔ ایک قطعہ زمین ۹ مرلے تین سرساہی واقع محلہ دارالسعۃ قادیان قیمتی ایک سو بارہ روپے ۱۱۲/- جس کے نصف حصہ کا میں مالک ہوں۔ نصف میرے چھوٹے بھائی مولوی شمس الدین صاحب مولوی فاضل کی ملکیت ہے۔ میں اس جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد اور کوئی جائیداد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ پچیس روپے ۲۵/- ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط۔ العبد بشیر احمد منیر سیال مولوی فاضل دارالفتوح قادیان۔ حال وارد بنگہ ضلع جالندھر عربک ٹیچر ڈی۔ بی ہائی سکول بنگہ۔ گواہ شد محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال قادیان۔ گواہ شد عطا محمد احمدی بنگہ بقلم خود پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بنگہ۔ ۲۳/۲/۴۳۔

ع ۶۵۳۹ ۔ میں نور بی بی بیوہ چودھری دین محمد صاحب قوم جٹ پیشہ امور خانہ داری عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۱ء ساکن چک ۲۴۲ ع ڈاکخانہ راوتیانی ضلع نواب شاہ صوبہ سندھ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۷ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے (۱) چوڑیاں نقرئی ۸ عدد وزن قریباً ۵۰ تولے (۲) ہس نقرئی ایک عدد وزن قریباً ۴۰ تولے۔ (۳) بند نقرئی ایک جوڑی وزن قریباً بیس ۲۰ تولے۔ جن کا مجموعی وزن قریباً یکصد دس ۱۱۰ تولے بنتا ہے۔ میں اس تمام زیور کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

نوٹ (۱) میرا خاوند فوت ہو چکا ہے۔ مہر اسی زیور کے سوا اور کچھ اس نے مجھے نہیں دیا۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔

(۳) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (نوٹ) میں انشاء اللہ مذکورہ بالا مالی وصیت [illegible] انجمن مذکور کے حوالے کردوں گی۔ فقط العبد نشان انگوٹھا

نواب بی بی موصیہ حال موضع ونجواں ڈاک خانہ بھلر ضلع ضلع گورداسپور۔ گواہ شد تاج الدین لائل پوری مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۳/۳/۴۳۔ گواہ شد نصیر احمد دہڑ چک ۲۹ ع ڈاکخانہ مومن تحصیل وضلع شیخوپورہ ۳/۳/۴۳

ع ۶۵۴۰ ۔ میں سکینہ بیگم زوجہ ماسٹر محمد مولاداد صاحب قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر ۳۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ زر مہر -/۲۰۰ روپے جو میں اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد نہیں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت داخل کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اگر میں اس کا ۱/۱۰ حصہ اپنی زندگی میں ادا نہ کر چکی ہوں۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد۔ سکینہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد محمد مولاداد مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد محبوب عالم خالد مہتمم تربیت و اصلاح قادیان ۱/۳/۴۳۔

ع ۶۵۴۱ ۔ میں محمد اسلام خاں ولد محمد اسماعیل خاں صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ کیونکہ بفضل خدا میرے والد صاحب محترم زندہ موجود ہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد تئیس ۲۳ روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ مہنگائی الاؤنس تین روپیہ بارہ آنے ماہوار ملتا ہے۔ میں عمر بھر اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد محمد اسلام خاں مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان مورخہ یکم مارچ ۱۹۴۳ء۔ گواہ شد تاج الدین لائل پوری مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۱/۳/۴۳۔ گواہ شد خاکسار محبوب عالم خالد مہتمم تربیت و اصلاح۔

ع ۶۵۴۴ ۔ میں امۃ الحمید زوجہ چودھری محمد طفیل صاحب قوم جٹ پیشہ امور خانہ داری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۴ء ساکن ونجواں ڈاکخانہ بھلر ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) مہر یکصد روپیہ جو ابھی میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ (۲) مبلغ چارصد روپیہ نقد ہے۔ یہ بھی میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس رقم میں زیور بھی شامل ہے کیونکہ وہ فروخت کردیا گیا ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصے یعنی مبلغ پچاس روپے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔

(۳) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط الامۃ نشان انگوٹھا امۃ الحمید موصیہ۔ گواہ شد تاج الدین لائل پوری مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد بقلم خود محمد طفیل خاوند موصیہ ساکن ونجواں ضلع گورداسپور۔

ع ۶۵۴۵ ۔ میں محمد اسماعیل ولد چودھری فقیر محمد صاحب قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ونجواں ڈاکخانہ بھلر ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ کیونکہ بفضل خدا میرے والد صاحب بقید حیات ہیں۔ اس وقت میری آمد سالانہ اوسطاً یک صد روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط۔ العبد نشان انگوٹھا محمد اسماعیل مذکور۔ گواہ شد تاج الدین لائل پوری مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد نشان انگوٹھا چودھری فقیر محمد والد موصی ساکن ونجواں ضلع گورداسپور۔

ع ۶۵۴۶ ۔ میں عطا محمد ولد چودھری مولا بخش صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔

(۱) قریباً ۱۲ بیگھے زمین واقعہ موضع کوٹ گھمن تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ جس میں میرا ۱/۴ حصہ ہے۔ باقی میرے بھائیوں کا حصہ ہے۔ (۲) ایک مکان رہائشی واقع محلہ دارالبرکات قادیان جس کا رقبہ قریباً ۱/۲ کنال ہے۔ جس کی قیمت اندازاً تین ہزار روپیہ ہے۔ اور اس میں سے میرا نصف حصہ ہے۔ مذکورہ بالا دونوں جائیدادوں کی قیمت اندازاً پانچ ہزار روپیہ ہے۔ میں اپنے حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۳۴/۱۲/- روپے مع الاؤنس مہنگائی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر

(بقیہ دیکھو صفحہ ۶ پر)

نامکمل مسودات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام

(۲)

عقل پر وحی الٰہی کا حکم ہونا

پھر اسی بحث میں حاشیہ ۱۱ میں بڑی بحث کی ہے۔ اسکے بعض حصے قابل غور ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام کفار قرآن شریف کے مقابلہ پر باوصف دعوئے فصاحت اور بلاغت اور ملک الشعراء کہلانے کے زبان بند کئے بیٹھے رہے۔ اور اب بھی خاموش اور لاجواب بیٹھے ہیں۔ اور یہی خاموشی ان کی عجز پر گواہی دے رہی ہے۔ کیونکہ عجز اور کیا ہوتا ہے۔ یہی تو عجز ہے۔ کہ مخاصم کی حجت کو سن اور سمجھ کر توڑ کر نہ دکھلاویں۔

یہاں تک تو اس حاشیے میں کلام الٰہی کے بے مثل ہونے کی ضرورت ہم نے قانونِ قدرت کے رو سے ثابت کی ہے۔ لیکن بجز اس کے بیمثل ہونا کلام الٰہی کا ایک اور طریق سے بھی واجب ٹھیرتا ہے۔ جس کا بیان کرنا اسی حاشیہ میں قرین مصلحت ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ بلادغدغہ انسان کا ایسا نیک خاتمہ ہو جانا جس پر بالیقین نجات کی امید ہو۔ اس بات پر موقوف ہے۔ کہ اسکو صانع حقیقی کے وجود اور اس کے قادر مطلق ہونے کی نسبت اور اس کے وعدہ جزاء سزا کی بابت یقین کامل کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔ اور یہ امر صرف ملاحظہ مخلوقات سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس مرتبۂ یقین تک پہنچانے کے لئے ایک ایسی الہامی کتاب کی ضرورت ہے۔ جس کی مثل بنانا انسانی طاقتوں سے باہر ہو۔ اب اس تقریر کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے دو باتوں کا بیان کرنا ضروری ہے۔ اول یہ کہ یقینی طور پر نجات کی امید یقینی کامل سے کیوں وابستہ ہے۔ دوئم یہ کہ وہ یقینِ کامل صرف ملاحظۂ مخلوقات سے کیوں حاصل نہیں ہو سکتا۔ سو پہلے یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ یقین کامل اس اعتقادِ صحیح جازم کا نام ہے۔ جس میں کوئی احتمال شک کا باقی نہ رہے۔ اور امر مقصود التحقیق کی نسبت پوری پوری تسلی اور تشفی دل کو حاصل ہو جائے۔ اور ہر ایک اعتقاد جو اس حد سے متنزل اور فروتر ہو۔ وہ مرتبہ یقینِ کامل پر نہیں ہے۔ بلکہ شک یا غائت کار ظن غالب ہے۔

اور یقینی طور پر نجات کی امید یقینِ کامل پر اس لئے موقوف ہے۔ کہ مدار نجات کا اس بات پر ہے۔ کہ انسان اپنے مولیٰ کریم کی جانب کو تمام دنیا اور اس کے عیش و عشرت اور اس کے مال و متاع اور اس کے تمام تعلقات پر یہاں تک کہ اپنے نفس پر بھی مقدم سمجھے۔ اور کوئی محبت خدا کی محبت پر غالب ہونے نہ پاوے۔ لیکن انسان پر یہ بلا وارد ہے۔ کہ وہ برخلاف اس طریقے کے جس پر اسکی نجات موقوف ہے۔ ایسی چیزوں سے دل لگا رہا ہے۔ جن سے دل لگانا خدا سے دل ہٹانے کو مستلزم ہے۔ اور دل بھی ایسا لگایا ہوا ہے۔ کہ یقینی طور پر سمجھ رہا ہے۔ کہ تمام راحت اور آرام میرا انہیں تعلقات میں ہے۔ اور نہ صرف سمجھ رہا ہے۔ بلکہ وہ لذات بہ یقین کامل اس کے لئے مشہود اور محسوس ہیں۔ جن کے وجود میں اسکو ایک ذرا سا شک نہیں۔ پس ظاہر ہے۔ کہ جب تک انسان کو خدائے تعالیٰ کے وجود اور اسکی لذت وصال اور اسکی جزا و سزا اور اسکی آلا نعماء کی نسبت ایسا ہی یقین کامل نہ ہو۔ جیسا اسکو اپنی گھر کی دولت پر اور اپنے صندوق کے گنے ہوئے روپوں پر اور اپنے ہاتھ کے لگائے ہوئے باغوں پر اور اپنی زرخرید یا موروثی جائیداد پر اور اپنی آزمودہ اور چشیدہ لذتوں پر اور اپنے دلآرام دوستوں پر حاصل ہے۔ تب تک خدا کی طرف دلی جوش سے رجوع لانا محال ہے۔ کیونکہ کمزور خیال زبردست خیال پر غالب نہیں آسکتا۔ اور بلاشبہ یہ سچ بات ہے۔ کہ جب ایسا آدمی جس کا یقین بہ نسبت امور آخرت کے دنیا پر زیادہ ہے۔ اس مسافر خانے سے کوچ کرنے لگے۔ اور وہ نازک وقت جس کو جان کندن کہتے ہیں۔ یکایک اس کے سر پر نمودار ہو کر اسکو ان یقینی لذات سے دور ڈالنا چاہے۔ جو دنیا میں اسکو حاصل ہیں۔ اور اسکو ان پیاروں سے علیحدہ کرنا چاہے۔ جن کو وہ یقیناً بچشم خود ہر روز دیکھتا ہے۔ اور ان مالوں اور ملکوں اور دولتوں سے اسکو جدا کرنے لگے۔ جن کو وہ بلاشبہ اپنی ملکیت سمجھتا ہے۔ تو ایسی حالت میں ممکن نہیں۔ کہ اس کا خیال خدائے تعالیٰ کی طرف قائم رہے۔ مگر صرف اسی صورت میں کہ جب اس یقین کامل کے مقابل پر خدائے تعالےٰ کے وجود اور اسکی لذّتِ وصال اور اس کے وعدہ جزاء سزا پر بھی ایسا ہی یقین کامل بلکہ اس سے زیادہ ہو۔ اور اگر اس آخری وقت میں اس درجے کا یقین جو خیالات دنیوی کی مدافعت کر سکے۔ اس کو حاصل نہ ہو۔ تو یہ امر غالباً اس کے لئے بد خاتمہ کا موجب ہوگا۔

اور یہ بات کہ صرف ملاحظۂ مخلوقات سے یقین کامل حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس طرح پر ثابت ہے۔ کہ مخلوقات کوئی ایسا صحیفہ نہیں ہے۔ کہ جس پر نظر ڈال کر انسان یہ لکھا ہوا پڑھ لے۔ کہ ہاں اس مخلوق کو خدا نے پیدا کیا ہے۔ اور واقعی خدا موجود ہے۔ اور اسی کی لذتِ وصال راحتِ حقیقی ہے۔ اور وہی مطیعوں کو جزاء اور نافرمانوں کو سزا دے گا۔ بلکہ مخلوقات کو دیکھ کر اور اس عالم کو ایک ترتیب احسن اور ابلغ پر مرتب پا کر فقط قیاسی طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس مخلوقات کا کوئی خالق ہونا چاہیئے۔ اور لفظ ہونا چاہیئے اور ہے کے مصداق میں بڑا فرق ہے۔ مفہوم ہونا چاہیئے اس یقین جازم تک نہیں پہنچا سکتا۔ جس تک مفہوم ہے کا پہنچاتا ہے۔ بلکہ اس میں کسی قدر رگ شک باقی رہ جاتی ہے۔ اور جو شخص کسی امر کی نسبت بطور قیاسی ہونا چاہیئے کہتا ہے۔ اس کے قول کا صرف اس قدر خلاصہ ہے۔ کہ میرے قیاس میں تو ہونا لازم ہے۔ اور آگے مجھے خبر نہیں۔ کہ واقع میں ہے بھی یا نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جو لوگ فقط مخلوقات پر نظر کرنے والے گزرے ہیں۔ وہ نتیجہ نکالنے میں کبھی متفق نہیں ہوئے۔ اور نہ اب ہیں اور نہ آئندہ ہونا ممکن ہے۔ ہاں اگر آسمان کے کسی گوشے پر موٹی اور جلی قلم سے یہ لکھا ہوا ہوتا۔ کہ میں بے مثل و مانند خدا ہوں۔ جس نے ان چیزوں کو بنایا ہے۔ اور جو نیکوں اور بدوں کو ان کی نیکی اور بدی کا عوض دیگا۔ تو پھر بلاشبہ ملاحظہ مخلوقات سے خدا کے وجود پر اور اسکی جزاء سزا پر کامل یقین ہو جایا کرتا۔ اور ایسی حالت میں کچھ ضرور نہ تھا۔ کہ خدائے تعالےٰ کوئی اور ذریعۂ یقین کامل تک پہنچانے کا پیدا کرتا۔ لیکن اب تو وہ بات نہیں ہے۔ اور خواہ تم کیسی ہی غور سے زمین آسمان پر نظر ڈالو۔ کہیں اس تحریر کا پتہ نہیں ملے گا۔ صرف اپنا قیاس ہے اور بس اسی جہت سے تمام حکماء اس بات کے قائل ہیں۔ کہ زمین آسمان پر نظر ڈالنے سے وجود باری کی نسبت شہادت واقعہ حاصل نہیں ہوتی۔ صرف ایک شہادتِ قیاسی حاصل ہوتی ہے۔ جس کا مفہوم صرف اس قدر ہے۔ کہ ایک صانع کا وجود چاہیئے۔ اور وہ بھی اسکی نظر میں کہ جو وجود ان چیزوں کا خود بخود ہونا محال سمجھتا ہو۔ لیکن دہریہ کی نظر میں وہ شہادت درست نہیں۔ کیونکہ وہ قدامت عالم کا قائل ہے۔ اسی بناء پر اسکی یہ تقریر ہے۔ کہ اگر کوئی وجود بے موجد جائز نہیں ہے۔ تو پھر خدا کا وجود بے موجد کیوں جائز ہے۔ اگر جائز ہے۔ تو پھر انہی چیزوں کا وجود جن کو کسی نے بنتے ہوئے بچشم خود نہیں دیکھا۔ بے موجد کیوں نہ مانا جاوے۔ اب ہم کہتے ہیں۔ کہ وجودِ قدیم حضرت باری میں تب ہی دہریہ کو ایک قیاس پرست کے ساتھ نزاع کرنے کی گنجائش ہے۔ کہ مخلوقات پر نظر کرنے سے واقعی شہادت صانع عالم پر پیدا نہیں ہوتی۔ یعنی یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ فی الحقیقت ایک صانع عالم موجود ہے۔ بلکہ صرف اس قدر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہونا چاہیئے۔ اور اسی وجہ سے امر معرفت صانع عالم کا صرف قیاسی طور سے دہریہ پر مشتبہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہم اس مطلب کو کسی قدر حاشیہ ۱۱ میں بیان کر آئے ہیں۔ جس میں ہم نے اس بات کا ثبوت دیا ہے۔ کہ عقل صرف موجود ہونے کی ضرورت کو ثابت کرتی ہے۔ خود موجود ہونا ثابت نہیں کر سکتی۔ اور کسی وجود کی ضرورت کا ثابت ہونا شے دیگر ہے۔ اور خود اس وجود ہی کا ثابت ہو جانا یہ اور بات ہے۔ پس جس کے نزدیک معرفت الٰہی صرف مخلوقات کے ملاحظے تک ہی ختم ہے۔ اس کے پاس اس اقرار کرنے کا کوئی سامان موجود نہیں۔ کہ خدا فی الواقعہ موجود ہے۔ بلکہ اس کے علم کا اندازہ صرف اس قدر ہے۔ کہ ہونا چاہیئے۔ اور وہ بھی تب کہ جب دہریہ مذہب کی طرف نہ جھک جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ حکماء متقدمین میں سے محض قیاسی دلائل کے پابند رہے۔ انہوں نے بڑی بڑی غلطیاں کیں۔ اور صدہا طرح کا اختلاف ڈال کر بغیر تصفیہ کرنے کے گذر گئے۔ اور خاتمہ ان کا ایسی بے آرامی میں ہوا۔ کہ ہزارہا شکوک اور ظنوں میں پڑ کر اکثر ان میں سے دہریے اور طبعی اور ملحد ہو کر مرے۔ اور فلسفے کے کاغذوں کی کشتی ان کو کنارے تک نہ پہنچا سکی۔ کیونکہ ایک

طرف تو حبِّ دنیا نے انہیں دبائے رکھا۔ اور دوسری طرف انہیں معلوم نہ ہوا۔ کہ آگے کیا پیش آنے والا ہے۔ سو بڑی بے قراری کی حالت میں حق الیقین سے دور اور مہجور رہ کر اس عالم سے انہوں نے سفر کیا۔ اور اس بارے میں ان کا آپ ہی اقرار ہے۔ کہ ہمارا علم صانع عالم اور دوسرے امور آخرت کی نسبت من حیث الیقین نہیں۔ بلکہ من حیث . ہے۔ یعنی اس قسم کا ادراک ہے۔ کہ جیسے کوئی بغیر اطلاع حقیقت حالی کے یونہی اٹکل سے ایک چیز کی نسبت کہے۔ کہ اس چیز کی حالت کے یہی لائق ہے۔ کہ ایسی ہو۔ اور اصل میں نہ جانتا ہو۔ کہ ایسی ہے یا نہیں۔ حکیموں نے جس امر کو اپنی رائے میں دیکھا کہ ایسا ہونا مناسب ہے۔ اس کو اپنے گھر میں ہی تجویز کر لیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ مثلاً زید کا اس وقت ہمارے پاس آنا مناسب ہے۔ پھر آپ ہی دل میں ٹھیرا لے۔ کہ ضرور آتا ہوگا۔ اور پھر سوچے کہ زید کا گھوڑے پر ہی آنا لائق ہے۔ اور پھر تصور کرلے۔ کہ گھوڑے پر ہی آیا ہوگا۔ ایسا ہی حکیم لوگ اٹکلوں پر اپنا کام چلاتے رہے۔ اور خدا کو موجود فی الحقیقت یقین کرنا انہیں نصیب نہ ہوا۔ بلکہ ان کی عقل نے اگر بہت ہی ٹھیک ٹھیک دوڑ کی۔ تو فقط اس قدر کی۔ کہ ایک صانع کے موجود ہونے کی ضرورت ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ اس ادنیٰ خیال میں بھی بے ایمانوں کی طرح ان کو شکوک اور شبہات ہی پڑتے رہے۔ اور طریقۂ حقہ پر ان کا قدم نہیں پڑا۔ بعض خدا کے مدبر و خالق بالارادہ ہونے سے انکاری رہے۔ بعض اس کے ساتھ ہیولیٰ کو لے بیٹھے بعض نے جمیع ارواح کو خدا کی قدامت میں بھائی بندوں کی طرح حصہ دار ٹھیرایا۔ جن کے وارث اب تک آریہ سماج والے چلے آتے ہیں۔ بعض نے ارواح انسانیہ کی بقا کو اور دار جزا و سزا کو تسلیم نہ کیا۔ بعض نے زمانے کو ہی خدا کی طرح موثر حقیقی قرار دے دیا۔ بعض نے خدا کے عالم بالجزئیات ہونے سے منہ پھیر لیا۔ بعض بتوں پر ہی قربانیاں چڑھاتے رہے۔ اور مصنوعی دیوتوں کے آگے ہاتھ جوڑتے رہے۔ اور بہتیرے بڑے بڑے حکیم خداوند تعالیٰ کے وجود سے ہی منکر رہے۔ اور کوئی ان میں ایسا نہ ہوا۔ کہ ان تمام مفاسد سے بچ رہتا۔

اب ہم اصل کلام کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں۔ کہ مجرد ملاحظہ مخلوقات سے ہرگز یقینِ کامل حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور نہ کبھی کسی کو ہوا۔ بلکہ جس قدر حاصل ہوسکتا ہے۔ اور شاید بعضوں کو ہوا ہو۔ وہ اسی قدر ہے۔ کہ جو ہونا چاہیئے کا مصداق ہے۔ اور یہ بھی وجودِ صانع عالم کی بابت ہے۔ اور جزا و سزا وغیرہ میں، تو اتنا بھی نہیں۔ اور جبکہ مخلوقات پر نظر ڈالنے سے یقینِ کامل حاصل نہ ہوسکا۔ تو دو باتوں میں سے ایک بات ماننی پڑی۔ یا تو یہ کہ خدا نے یقین کامل تک پہنچانے کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ اور یا یہ کہ ضرور اس نے یقین کامل تک پہنچانے کے لیے کوئی ذریعہ رکھا ہے۔ لیکن امر اول الذکر تو بدیہی البطلان ہے اور کسی عاقل کو اس کے باطل ہونے میں کلام نہیں۔ اور امر دویم کے قرار دینے کی حالت میں یعنی اس صورت میں کہ جب ہم تسلیم کریں کہ خدا نے مخلوقات کی نجات کے لیے ضرور کوئی ذریعہ ٹھیرایا ہے۔ بجز اس بات کے ماننے کے اور کوئی چارہ نہیں۔ کہ وہ ذریعہ کتاب الہامی ہوگی۔ جو اپنی ذات میں بے مثل و مانند ہو۔ اور اپنے بیان میں قانونِ قدرت کے ہر ایک اجمال کو کھولتی ہو۔ کیونکہ جب کامل ذریعے کے لیے یہ شرط ہوئی۔ کہ وہ چیز بے مثل و مانند ہو۔ اور نیز اس میں منجانب اللہ ہونے کے بارے میں اور ہر ایک امر دینی کے لیے تحریری شہادت بھی موجود ہو۔ تو یہ تمام صفات صرف کتابِ الہامی میں جو بے مثل و مانند ہو۔ جمع ہوں گی۔ اور کسی چیز میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ یہ خوبی صرف کتاب الہامی میں متحقق ہوسکتی ہے۔ کہ اپنے بیان اور اپنی بے نظیری کی حالت کے ذریعہ سے یقین کامل اور معرفت کامل کے مرتبے تک پہنچا دے۔ وجہ یہ کہ آسمان و زمین کے وجود پر اگر کوئی کمبخت دہریہ شک کرے۔ تو کرے۔ کہ یہ قدیم سے چلے آتے ہیں۔ ہر ایک کلام کو انسانی طاقتوں سے بالاتر تسلیم کرکے پھر انسان اس اقرار کرنے سے کہاں بھاگ سکتا ہے۔ کہ خدا فی الواقع موجود ہے۔ جس نے اس کتاب کو نازل کیا۔ علاوہ اس کے اس جگہ خدا کا وجود ماننا صرف اپنا ہی قیاس نہیں۔ بلکہ وہی کتاب بطور خبر واقعہ کے یہ بھی بتلاتی ہے۔ کہ خدا موجود ہے۔ اور جزا و سزا برحق ہے۔ پس جس یقین کامل کو طالب حق زمین و آسمان میں تلاش کرتا ہے۔ اور نہیں پاتا۔ وہ مراد اسکو اس جگہ مل جاتی ہے۔ لہٰذا دہریئے کو خدا کے قائل کرنے کے لیے جیسا کلام بےمثل سے علاج متصور ہے۔ ویسا زمین آسمان کے ملاحظہ سے ہرگز ممکن نہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ ہر ایک انسان میں کہ جو مجرد قیاس پرست ہے۔ دہریہ پن کی ایک رگ ہے۔ وہی رگ دہریہ میں کچھ زیادہ پھول کر ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور اوروں میں مخفی رہتی ہے۔ اس رگ کو وہی الہامی کتاب کاٹتی ہے۔ جو فی الواقع انسانی طاقتوں سے باہر ہو۔ کیونکہ جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ آسمان زمین سے نتیجہ نکالنے میں ہمیشہ لوگوں کی سمجھ مختلف رہی ہے۔ کسی نے یوں سمجھا اور کسی نے ووں سمجھا۔ لیکن یہ اختلاف کلام بے مثل میں نہیں ہوسکتا۔ اور گو کوئی دہریہ ہی ہو۔ پر کلام بے مثل کی نسبت یہ رائے ظاہر نہیں کرسکتا۔ کہ وہ بغیر تکلم کسی متکلم کے زمین آسمان کی طرح خود بخود قدیم سے وجود رکھتی ہے۔ بلکہ کلام بے مثل میں اسی وقت تک دہریہ بحث و تکرار کرے گا۔ جب تک اس کے بے مثل ہونے میں اس کو کلام ہے۔ اور جب ہی اس نے اس بات کو قبول کرلیا۔ کہ فی الواقعہ بنانا اس کا انسانی طاقتوں سے باہر ہے۔ اسی وقت سے خدا کے ماننے کے لیے اس کے دل میں ایک تخم بویا جاوے گا۔ کیونکہ اس وہم کے کرنے کی اس کو گنجائش ہی نہیں۔ کہ اس کلام کے متکلم کا وجود قیاسی ہے۔ نہ واقعی۔ اس جہت سے کہ کلام کا وجود بغیر وجودِ متکلم کے ہو ہی نہیں سکتا۔ ماسوا اس کے کلام بے مثل میں یہ بھی خوبی ہے۔ کہ جو کچھ علم مبدء اور معاد کا تکمیل نفس کے لیے ضروری ہے۔ وہ سب بطور امر واقعہ کے اس میں لکھا ہوا موجود ہے۔ اور یہ خوبی بھی زمین آسمان میں موجود نہیں۔ کیونکہ اول تو ان کے ملاحظہ سے اسرار دینیہ کچھ معلوم ہی نہیں ہوتے اور اگر کچھ ہوں بھی۔ تو اکثر اوقات وہی مثل مشہور ہے۔ کہ گونگے کے اشارے اسکی ماں ہی سمجھے۔ اب اسی تمام تقریر سے ظاہر ہوگیا۔ کہ بے مثل ہونا کلام الہٰی کا صرف اسی جہت سے واجب نہیں۔ کہ استحفاظ سلسلۂ قانون قدرت کا اس پر موقوف ہے۔ بلکہ اس جہت سے بھی واجب ہے۔ کہ بغیر بے مثل کلام کے نجات کا امر ہی ادھورا رہتا ہے۔ کیونکہ جب خدا پر ہی یقین کامل نہ ہوا۔ تو پھر نجات کیسی اور کہاں سے جو لوگ خدا کی کلام کا بے مثل و مانند ہونا ضروری نہیں سمجھتے۔ ان کی کیسی نادانی ہے۔ کہ حکیم مطلق پر بدگمانی کرتے ہیں۔ کہ ہر چند اس نے کتابیں بھیجیں۔ پر بات وہی بنی بنائی رہی۔ جو پہلے تھی۔ اور وہ کام نہ کیا۔ جس سے لوگوں کا ایمان اپنے کمال کو پہنچتا۔ افسوس ہے۔ کہ یہ لوگ سوچتے نہیں۔ کہ خدا کا قانون قدرت ایسا محیط ہے۔ کہ اس نے کیڑوں مکوڑوں کو بھی کہ جن سے کچھ ایسا بڑا فائدہ متصور نہیں۔ بے نظیر بنانے سے دریغ نہیں کیا۔ تو کیا اسکی حکمت پر یہ اعتراض نہ ہوگا۔ کہ اسکو دریغ کرنے کا مقام کہاں آکر سوجھا۔ جس سے تمام انسانوں کی کشتی ہی غرق ہوتی ہے۔ اور جس سے یہ خیال کرنا پڑتا ہے۔ کہ گویا خدا کو ہرگز منظور ہی نہیں۔ کہ کوئی انسان نجات کا مرتبہ حاصل کرے۔ مگر جس حالت میں خدا تعالیٰ کی نسبت ایسا گمان کرنا کفر عظیم ہے۔ تو بالآخر یہ دوسری بات جو خدا کی شان کے لائق اور بندوں کی حاجت کے موافق ہے۔ ماننی پڑی۔ یعنی یہ کہ خدا نے بندوں کی نجات اور تکمیل معرفت کے لیے ضرور ایسی کتاب بھیجی ہے۔ جو عدیم النظیر ہونے کی وجہ سے معرفت کامل تک پہنچاتی ہے۔ اور جو کام مجرد عقل سے نہیں ہوسکتا۔ اسکو پورا کرکے دکھاتی ہے سو وہ کتاب قرآن شریف ہے۔ جس نے اسی کمال تام کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس کو بپایۂ صداقت پہنچایا ہے۔

(براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ص۱۴۹ تا حاشیہ ص۱۵۳)

آپ کے گھر کی لائبریری

اگر آپ کے گھر کی لائبریری میں اس سال کی جدید کتاب "مرکز احمدیت قادیان" موجود نہیں۔ تو آپ اسے بالکل نامکمل یقین فرمائیں۔ یہ ایسی کتاب ہے۔ کہ جو شخص بھی اسے ایک دفعہ پڑھنے لگے۔ وہ پھر اسے چھوڑنے کا نام نہیں لیتا۔ پڑھنے والے کے قلب پر اس کا ایک اثر ہوتا ہے۔ اسے خرید کر آپ خود پڑھ سکتے ہیں۔ اپنے بیوی بچوں کو پڑھنے کے لیے دے سکتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں کو تحفہ پیش کرسکتے ہیں۔ اور مستقل طور پر اسے اپنی لائبریری میں جگہ دے سکتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اس کتاب کی اور کیا سفارش ہوسکتی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سالانہ جلسہ کی تقریب پر اس کتاب کی سفارش فرماتے ہوئے فرمایا۔

"ایک کتاب "مرکز احمدیت" شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے لکھی ہے۔ میں ابھی اسے پڑھ نہیں سکا۔ صرف ایک سرسری نظر میں میں نے اسکے مضامین پر ڈالی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اسمیں بہت سے **مفید معلومات قادیان اور سلسلہ کے متعلق جمع کردئے گئے ہیں** قیمت بھی میں نے اسکی نہیں دیکھی۔ اس تنگی کے زمانہ میں انہوں نے اچھے موٹے کاغذ پر خوشخط کتاب چھپوائی ہے۔ جو دوست باہر کی دنیا کو قادیان اور سلسلہ کے حالات سے روشناس کرانا چاہیں۔ اور انکی یہ خواہش بھی ہو۔ کہ لمبے مضامین نہ ہوں بلکہ ایک مختصر کتاب میں جماعت کے کام اور مرکز کی خصوصیات کا ذکر ہو۔ تاکہ اسے خرید کر لوگوں کو اسکے مطالعہ کی تحریک کی جائے۔ تو ایسے دوستوں کے لیے یہ کتاب بہت مفید ہوسکتی ہے۔" اس سفارش کو آپ نے سنا اور پڑھا ہوگا۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں۔ کہ اس کتاب کے لئے آپ نے کیا؟ قیمت عہ/ بغیر محصولڈاک۔ ملنے کا پتہ۔ دفتر اخبار الحکم قادیان۔

سیرت المہدیؑ کا ایک ورق

روایات مفتی فضل الرحمٰن صاحب مرحوم

(بتوسط صیغہ تالیف و تصنیف قادیان)

(۱) میں پہلے پہل سنہ ۱۸۸۹ء میں قادیان حاضر ہوا تھا۔ اور ایک ہفتہ حضرتؑ کے ارشاد پر یہاں ٹھیرا تھا۔ سنہ ۱۸۹۰ء میں پھر قادیان آیا۔ بیعت سنہ ۱۸۹۱ء کے آخر میں کی۔ اور بیعت کر کے واپس بھیرہ چلا گیا۔ کیونکہ میں اس وقت وہاں ملازم تھا۔

(۲) سنہ ۱۸۹۰ء میں مجھے بھیرہ میں میعادی بخار ہوا۔ میری بیوی قادیان میں تھی۔ اس نے لکھا۔ کہ یہاں آجاؤ۔ میں نے رخصت کی درخواست ایک مہینہ کے لئے دیدی۔ منظور ہونے پر یہاں آیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا علاج شروع کیا۔ ایک مہینہ میں میں کافی تندرست ہو گیا۔ بعد میں میری بیوی نے سنایا۔ کہ آپ جب بھیرہ میں تھے۔ تو میں نے یہاں خواب میں دیکھا۔ کہ میرا دوپٹہ اڑ گیا ہے۔ اور میں سر سے ننگی ہوں۔ مولوی صاحب قبلہ (حضرت خلیفہ اول رضؓ) نے دیکھا۔ اور پوچھا۔ کہ تمہارا دوپٹہ کہاں ہے۔ میں نے کہا۔ آندھی میں اڑ گیا ہے۔ میں نے یہ خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جا کر بیان کی۔ حضور عم نے فرمایا۔ کہ ان کو فوراً یہاں بلا لو۔ یہی وجہ تھی۔ کہ میں نے آپ کو یہاں آنے کے لئے خط لکھا تھا۔ ورنہ آپ کی علالت کا مجھے کوئی علم نہ تھا۔ جب آئے۔ تو حضرت اقدس عم نے خود بخود تشریف لا کر علاج شروع کر دیا تھا۔ اور جب آپ کو کچھ آرام ہوا۔ تو میں نے پھر خواب دیکھا۔ کہ دوپٹہ میرے سر پر ہے اور مولوی صاحب رضؓ پوچھتے ہیں۔ کہ تم نے تو کہا تھا۔ کہ دوپٹہ اڑ گیا ہے۔ یہ کہاں سے آیا۔ میں نے جواب دیا۔ کہ آندھی سے اتر گیا تھا۔ مگر حضرت صاحب کے گھر سے مل گیا ہے۔" اس کے بعد میں اچھا ہو کر پھر اپنی ملازمت پر چلا گیا۔

(۳) بھیرہ میں گئے ابھی ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا۔ کہ مجھے پھر میعادی بخار ہو گیا۔ اور میں پھر ایک مہینہ کی چھٹی لیکر قادیان آگیا۔ یہاں پر حضور علیہ السلام نے علاج کیا۔ اور میں اچھا ہو گیا۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ کہ کہیں رہ جاؤ۔ وہاں جا کر کیا کرو گے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں کی آب و ہوا تمہارے موافق نہیں۔ میں نے عرض کیا اب جا کر استعفیٰ دے دوں گا۔ واپس جا کر تین دفعہ استعفیٰ دیا۔ مگر ولسن صاحب ڈپٹی کمشنر تھے۔ ان کو میرے کام پر بڑا اعتبار تھا۔ انہوں نے ہر دفعہ نامنظور کیا۔ آخر بصد مشکل استعفیٰ منظور ہوا۔ اور میں سنہ ۱۸۹۰ء کے آخر میں قادیان آگیا۔

(۴) پھر حضرت قبلہ مولوی صاحب رضؓ سنہ ۱۸۹۶ء میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب کو قرآن پڑھانے کے لئے مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے۔ تو میں بھی آپ کے ساتھ کوٹلہ چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہاں سے قادیان واپس آگیا۔ پھر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد میں نے حضور سے عرض کیا۔ کہ میں نے ملازمت ترک کر دی ہے۔ اب یہاں بیکار بیٹھا ہوں۔ حضور نے مجھے ایک سو روپیہ دیا۔ کہ تم تجارت کرو۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے میرے ساتھ میاں عبد العزیز نومسلم کو ساجھی مقرر کر کے کہا۔ کہ تم دونو تجارت کرو۔ چنانچہ ہم نے تجارت شروع کی۔ مگر چند روز ہی میں اس کا سارا سرمایہ ختم ہو گیا۔ یعنی قریباً ۶۰ کی اشیاء میاں عبد العزیز صاحب نے لے لیں۔ اور مجھ سے کہا۔ کہ میں کچھ نہیں دوں گا۔ میرے چھ مہینے کی تنخواہ تمہارے ذمہ ہے۔ میں نے باقی للعہ حضور عم کے سامنے جا کر رکھ دیئے۔ اور سارا قصہ زبانی جا کر سنا دیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ وہ شخص تو شراکت کے قابل نہ تھا۔ مولوی صاحب نے غلطی کی۔ بہر حال یہ روپیہ ہم تم کو بخشتے ہیں۔ پھر میں کچھ عرصہ بیکار رہا۔ سنہ ۱۸۹۷ء میں حضور نے فرمایا۔ کہ ہم یہاں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اس میں تمہیں لگا لیں گے۔

(۵) چنانچہ سنہ ۱۸۹۸ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ اور مرزا نظام الدین صاحب سے وہ حصۂ مکان لیا گیا۔ جس میں اب دفتر ناظر بیت المال ہے۔ اور شیخ یعقوب علی صاحب۔ خاکسار۔ حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم قاضی امیر حسین صاحب مرحوم۔ بھائی عبد الرحیم صاحب نومسلم۔ بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی۔ اور شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی اساتذہ مقرر ہوئے۔ اور ایک مجلس منتظمہ بنا کر اس کے سپرد یہ مدرسہ کر دیا گیا۔

(۶) تین چار سال میں مدرسہ میں ملازم رہا۔ مگر میری اور مولوی محمد علی صاحب کی کچھ شکر رنجی ہو گئی۔ اور انہوں نے مجھے موقوف کر دیا۔ میں نے اس کے متعلق حضور علیہ السلام کو لکھا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ یہ رقعہ کھانے کے وقت پیش ہو۔ اس وقت حضور علیہ السلام مع اکثر خدام گول کمرہ میں کھانا کھایا کرتے تھے۔ میں نے وہاں رقعہ پیش کیا۔ حضور عم نے کچھ تقریر فرمائی۔ اور بڑے غصہ میں فرمایا۔ کہ جو شخص فضل الرحمٰن کو دکھ دیتا ہے۔ وہ نور الدین کو دکھ دیتا ہے۔ اور جو نور الدین کو دکھ دیتا ہے۔ وہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ فضل الرحمٰن کے سارے قصور معاف کرتا ہوں۔ کون ہے جو میرے حکم کی خلاف ورزی کرے۔ مولوی محمد علی صاحب نے کچھ ڈیفنس پیش کرنا چاہا۔ مگر حضور عم نے فرمایا۔ بس میں کچھ سننا نہیں چاہتا۔ دوسرے دن میرے نام بحالی کا حکم آگیا۔ مگر میں نے حضور عم کو لکھا۔ کہ میں ان لوگوں کی ملازمت نہیں کرنا چاہتا۔ میں اب طب کروں گا۔ حضور عم نے اس کو بہت پسند کیا۔ میرے زمانہ مدرسی میں پہلا امتحان مڈل کا ہوا۔ جس میں صوفی حافظ غلام محمد صاحب ماریشس والے۔ شیخ محمد نصیب صاحب اور راجہ محمد اسماعیل صاحب شامل ہوئے۔ میں ان کے ساتھ گورداسپور گیا۔ اور نتیجہ یہ نکلا۔ کہ تینوں پاس ہو گئے۔ (فالحمد للہ علیٰ ذالک)

(۷) انہی ایام میں مجھے پھر محرقہ بخار ہوا۔ حضرت قبلہ مولوی صاحب رضؓ میرے معالج تھے۔ ایک دن میری حالت بہت خراب ہو گئی۔ مجھے سرسام تھا۔ رات کو عشا کے بعد حضرت مولوی صاحب رضؓ مولوی قطب الدین صاحب کے ساتھ مجھے دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ دیکھنے کے بعد جب باہر نکلے۔ تو آپ کی اہلیہ محترمہ (میری ساس) دروازہ تک پیچھے پیچھے گئیں۔ اس وقت حضرت مولوی صاحب نے مولوی قطب الدین صاحب کو فرمایا۔ کہ آج کی رات ناممکن ہے کہ بچے۔ یہ سنکر میری خوشدامن صاحبہ بہت پریشان ہوئیں۔ اور فوراً ہی حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا۔ کہ آج فضل الرحمٰن کی حالت بہت خراب ہے۔ آپ دعا کریں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں ایک ضروری مضمون لکھ رہا ہوں۔ آپ میری طرف سے مولوی صاحب سے تاکید کریں۔ کہ بہت توجہ سے علاج کریں۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ مولوی صاحب تو اسکو دیکھ کر کہہ گئے ہیں۔ کہ آج کی رات اس کا بچنا بہت مشکل ہے۔ وہ فرماتی تھیں۔ کہ یہ سنکر حضور علیہ السلام نے سب کاغذ رکھ دیئے۔ اور فرمایا۔ کہ میں نے تو ابھی اس سے بہت کام لینے ہیں۔ تم جاؤ۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اور سر اسی وقت سجدہ سے اٹھاؤں گا۔ جب وہ اچھا ہو جائیگا۔ چنانچہ وہ واپس آگئیں۔ ان کا بیان ہے کہ رات کے دو بجے تم کو ایک خون کا دست آیا۔ پھر چار بجے کے قریب تم نے آنکھ کھولدی۔ صبح کی نماز کے بعد ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے سابق مہر سنگھ نے آکر دروازہ پر دستک دی۔ اور پوچھا کہ مفتی صاحب کا کیا حال ہے۔ حضرت صاحب نے دریافت فرمایا ہے۔ اس پر میری خوشدامنہ نے انہیں اسہال کا واقعہ سنا دیا۔ اور کہا کہ اس وقت ہوش نہیں ہے۔ دوسرے دن دوپہر کے وقت حضور عم خود تشریف لائے۔ اور مجھ کو دیکھا۔ فرمایا۔ بخار ٹوٹ گیا ہے۔ مگر کمزوری بہت ہے۔ لڑکی کو ہر روز میرے پاس بھیجدیا کرو۔ میں تریاق الٰہی بھیجوں گا۔ وہ کھایا کرو۔ میری لڑکی امۃ الرحمٰن ہر روز صبح کو جاتی۔ اور تریاق الٰہی لے آتی۔ اور میں کھا لیتا۔ کوئی ڈیڑھ ماہ تک میں اسکو کھاتا رہا۔ پھر اسکو کچھ اکٹھا دے دیا۔ کہ خود ہی روز کھا لیا کریں۔ جس کا کچھ بقیہ ابھی تک میرے پاس موجود ہے۔ (باقی)

(بقیہ ص ۳)

دیا جائے گا۔ فقط والسلام۔ العبد عطاء اللہ بی۔ اے ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد تاج الدین لائل پوری مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۱/۳/۴۳۔ گواہ شد محبوب عالم خالد مہتمم تربیت و اصلاح قادیان ۱/۳/۴۳۔

ع۶۵۴۷ ۔ میں فضل احمد ولد بڈھا قوم نور باف پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت مئی ۱۹۱۸ء ساکن دوجووال ڈاکخانہ بھوبہ ضلع امرتسر صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۱۹ روپے ہے۔ جو ہائی سکول سے مجھے ملتی ہے۔ اس کے علاوہ تجارت سے بھی مجھے ایک روپیہ ماہوار کے حساب سے آمد ہو جاتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بعد بھی ۱/۱۰ حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد بقلم خود فضل احمد کارکن تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد تاج الدین لائل پوری مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۱/۳/۴۳۔ گواہ شد محبوب عالم خالد مہتمم تربیت و اصلاح۔

ع۶۵۴۸ ۔ میں سردار بیگم بنت میاں احمد دین صاحب (احمدی زوجہ ماسٹر غلام محمد صاحب عبد قوم دہیجراجپت) پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ ناصر آباد ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد سوائے حق مہر کے اور کوئی نہیں۔ جو کہ مبلغ ۵۰۰/- روپے میرے خاوند ماسٹر غلام محمد صاحب عبد منشی فاضل ادیب فاضل مدرس ہائی سکول قادیان کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس رقم کا ۱/۱۰ (دسواں حصہ) کی وصیت کرتی ہوں۔ جو کہ مبلغ پچاس روپے بنتے ہیں۔ اور یہ مبلغات دو روپے ماہوار کی اقساط سے داخل خزانہ کرتی رہوں گی۔ اور داخل خزانہ رقوم ان مبلغات سے منہا کر لی جائیں۔ اگر علاوہ ازیں کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان قادیان کو دیتی رہوں گی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ والسلام۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبدہ موصیہ سردار بیگم زوجہ ماسٹر غلام محمد صاحب عبد محلہ ناصر آباد قادیان ۹/۳/۴۳۔ گواہ شد غلام محمد عبد خاوند موصیہ (H.O.F. H.O.M) مدرس ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد عطاء الرحمن عفی عنہ بقلم خود کلرک صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ع۶۵۴۹ ۔ میں محمد قلندر خاں ولد محمد اسماعیل خاں قوم افغان پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت جنوری ۱۹۱۶ء ساکن ترناب ڈاکخانہ چارسدہ ضلع پشاور صوبہ سرحد شمال مغربی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں پرائیویٹ ٹیوشنز ماسٹر ہوں۔ ۲۰-۳۰ ماہوار اوسطاً لیتا ہوں۔ اور مبلغ دو صد روپیہ نقد بصورت نقدی رکھتا ہوں۔ اس کا دسواں حصہ ۱/۱۰ یعنی مبلغ بیس روپے بمعہ شرط اول اکیس روپیہ اور شرط دوم ڈھائی روپے اپنی وصیت میں نقد ادا کرتا ہوں۔ اور اپنی ہر ماہ کی آمدنی کا دسواں حصہ ۱/۱۰ بھی ماہ بماہ انشاء اللہ تعالیٰ ادا کرتا رہوں گا۔ اور نیز جو کچھ رقم جمع بچت ہو کر اس کا بھی ۱/۳ تیسرا حصہ یکمشت ادا کرتا رہوں گا۔ اب موجودہ نقدی جو بعد ادائیگی ۱/۱۰ حصہ الوصیت میرے پاس ہے۔ اس کا ۱/۳ حصہ مبلغ پچاس روپے بموجب اقرار خود کے صفائی اور صداقت قلبی کے ساتھ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو مزید ادا کرتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ بندہ کو ان شرائط پر مخلصانہ موصیوں کے زمرہ میں منظور فرمایا جاوے۔ فقط۔

العبد محمد قلندر خاں احمدی بقلم خود۔ گواہ شد خلیل الرحمن خاں احمدی موصی مولوی فاضل عربی مدرس فرانٹیر ہائی سکول پشاور صدر ۱۹ فروری ۱۹۴۳ء۔ گواہ شد عبد الکریم سکرٹری تعلیم و تربیت ورک منشی اسمبلی ہال پشاور ۱۹/۲/۴۳۔

ع۶۵۵۱ ۔ میں زینب بی بی زوجہ مستری ابراہیم صاحب قوم سیام پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت خلافت ثانیہ ساکن دارالسعۃ قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میرے پاس نقد یکصد روپیہ موجود ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اس نقد سو روپیہ کا دسواں حصہ نقد ادا کر رہی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ اگر میری زندگی میں یا مرنے کے بعد اس کے علاوہ کوئی دوسری جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

الامۃ نشان انگوٹھا زینب بی بی (موصیہ) والدہ مستری الٰہ دتا صاحب دارالسعۃ قادیان ۱۰/۳/۴۳۔ گواہ شد الٰہ دتا مستری محلہ دارالسعۃ ۱۰/۳/۴۳۔ گواہ شد بشیر احمد سیالکوٹی مولوی فاضل دارالرحمت قادیان ۱۰/۳/۴۳۔

ع۶۵۵۲ ۔ میں رشیدہ بیگم بنت عمر الدین صاحب زوجہ عبد الغنی صاحب کلرک خزانہ قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالفضل ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔ ایک جوڑی کلپ طلائی وزنی نو ماشہ۔ ایک جوڑی کانٹے وزنی آٹھ ماشہ۔ ایک جوڑی چھوٹے کانٹے وزنی (ڈیڈکے) دو ماشہ۔ کل سونا وزنی ایک تولہ سات ماشہ ہوا ہے۔ جس کی موجودہ قیمت ۹۵ روپے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ میری ایک کپڑے سینے والی مشین بھی ہے۔ جس کی موجودہ قیمت ساٹھ روپے ہے۔ نیز اس کے علاوہ میرا حق مہر مبلغ ۳۲ روپے ہے۔ جو ابھی میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ ان تمام اشیاء مندرجہ بالا اور آمدن کی جو وقتاً فوقتاً مجھے میرے خاوند سے ملتی ہے۔ ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کی بھی صدر انجمن احمدیہ ۱/۱۰ حصہ کی حقدار ہوگی اور اس کی ادائیگی میرے خاوند پر لازم ہوگی۔ میں اگر اپنی زندگی میں کوئی رقم ادا کر دوں وہ حصہ وصیت سے منہا سمجھی جائے گی۔ الامۃ بقلم خود رشیدہ بیگم۔ گواہ شد عبد الغنی کلرک صدر انجمن احمدیہ قادیان خاوند موصیہ ساکن محلہ دارالفضل گواہ شد عبد الغنی عبد کارکن میک ورکس قادیان

سکنہ کلاسوالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔

ع۶۵۵۳ ۔ میں مسماۃ طالعہ بی بی بنت عمر الدین قوم آرائیں پیشہ کاشتکاری عمر تقریباً ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن سیکھواں ڈاکخانہ ڈھیر یوالہ تحصیل گورداسپور ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ کہ اس وقت میری اور کوئی جائیداد سوائے حق مہر مبلغ دو صد روپے کے نہیں ہے۔ جس کے عوض میں چار کنال زمین اپنے شوہر سے مجھے ملی ہے۔ سو اس جائیداد کے دسویں حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری وفات کے وقت اس زمین کی رائج الوقت بھاؤ کے مطابق قیمت کر کے دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میرے ورثاء سے لینے کی حقدار ہوگی۔ اور میرے کسی وارث کو عذر کرنے کا حق نہ ہوگا۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ مورخہ ۲۸/۲/۴۳۔

العبدہ طالعہ بی بی زوجہ مہر شرف دین سکنہ سیکھواں ڈاکخانہ ڈھیر یوالہ ضلع گورداسپور نشان انگوٹھا۔ گواہ شد مہر شرف دین شوہر موصیہ ساکن سیکھواں۔ گواہ شد قریشی فضل حق مدرس احمدیہ سکول سیکھواں۔ بقلم خود مورخہ ۲۸/۲/۴۳۔

ع۶۵۵۵ ۔ میں مسمات امینہ بیگم زوجہ ملک رحمت علی قوم ککے زئی (افغان) پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن بھیل چک حال قادیان محلہ دارالرحمت ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ ماہ مارچ ۱۹۴۳ء مطابق ۸ ماہ امان ۱۳۲۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کوئی نہیں۔ صرف مبلغ تین صد روپیہ میرے زیور کی قیمت میرے خاوند کے ذمہ قرض ہے۔ اور مبلغ بتیس روپیہ حق مہر بھی میرے خاوند کے ذمہ قرض ہے۔ گویا کل رقم تین سو بتیس روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میری وفات کے بعد اور کوئی رقم یا جائیداد میرے حق میں ثابت ہو۔ تو اس کے دسویں حصے کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ اور میں اپنی زندگی میں جو رقم ادا کر دوں گی۔ یا میرا خاوند میری طرف سے کوئی روپیہ ادا کر دیگا۔ تو وہ رقم میرے دسویں حصے میں سے مجرا سمجھی جاوے۔ مورخہ ۸ مارچ ۱۹۴۳ء۔

العبدہ۔ مسمات امینہ بیگم زوجہ ملک رحمت علی سکنہ بھیل چک حال قادیان محلہ دارالرحمت۔ گواہ شد رحمت علی پنشنر خاوند موصیہ بقلم خود محلہ دارالرحمت موصی۔ گواہ شد محمد بخش وٹرنری اسسٹنٹ پنشنر محلہ دارالرحمت ۸/۳/۴۳۔

ع۶۵۵۶ ۔ میں محمد اعظم خاں ولد چودھری سلطان علی خاں صاحب قوم جٹ پیشہ زراعت عمر تقریباً چالیس سال تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن محلہ باب الانوار قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ مارچ ۱۹۴۳ء [illegible] حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری دو کنال اراضی متصل کوٹھی حاجی خاں صاحب حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب کے پاس امانت ہے اور مبلغ چار ہزار چار صد پچیس روپے (۴۴۲۵/-) نقد بھی ان کے پاس ہی امانت ہیں۔ اندازاً ڈیڑھ صد روپے کے پہننے کے کپڑے وغیرہ ہیں۔ دو بھینسیں مالیتی تقریباً اڑھائی صد روپے کی ہیں۔ پچاس روپے پیشگی دودھ کی قیمت مولوی غلام رسول شیر فروش کو ادا کی ہے۔ چونتیس روپے نائی کو ادھار قرض دیا ہے۔ باقی جائیداد میری ہمشیرہ کے پاس ہے۔ جوں جوں مجھے ملتی جائیگی۔ اطلاع دیتا رہوں گا۔ اس وقت کل جائیداد میرے قبضہ میں اسی قدر ہے۔ جس کی فہرست درج کر دی ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ جو جائیداد میری وفات کے بعد ثابت ہوگی۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد محمد اعظم خاں ساکن محلہ باب الانوار قادیان دارالامان نشان انگوٹھا گواہ شد چودھری سلطان علی خاں ساکن محلہ باب الانوار قادیان دارالامان نشان انگوٹھا۔ گواہ شد اختر شریف احمد امینی مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان دارالامان مورخہ ۸/۳/۴۳

میں بستر علالت پر

(۱)

اخبار نویس کے وجود کا پبلک کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اسکی زندگی کا مقصد پبلک کے لئے علمی اور روحانی غذاؤں کا مہیا کرنا ہوتا ہے ایک شخص جو ہر وقت پبلک کے کام میں لگا ہوا ہو۔ اس کا پبلک سے اور پبلک کا اس سے ایک گہرا تعلق ہو جاتا ہے اگر وہ اس حالت کے ماتحت کبھی اپنے حالات لکھنے پر مجبور ہو۔ تو وہ اس معاملہ میں بالکل حق بجانب سمجھا جائیگا۔

سالانہ جلسہ کے ایام میں حضرت والد صاحب قبلہ سکندرآباد سے تشریف لائے۔ میں نے ان کی تشریف آوری سے قبل ان کو لکھا تھا۔ کہ کاغذ کی مشکلات اس قدر بڑھ گئی ہیں۔ ان مشکلات کے پیش نظر نیز روپیہ کی دقت کو مدنظر رکھتے ہوئے اب سال ۱۹۴۳ء میں الحکم کو جاری رکھنا میرے امکان سے باہر ہے۔ والد صاحب کو میری اس تحریر پر قلبی تکلیف تھی۔ کیونکہ وہ کسی صورت میں الحکم کا بند ہونا دیکھ نہیں سکتے۔ انہوں نے اس معاملہ پر غور کیا۔ تو یہ فیصلہ کیا۔ کہ میں سالانہ جلسہ پر نہیں جاتا۔ اور اپنے اخراجات آمد و رفت وغیرہ جو سب ملا کر چھ سات سو روپیہ کی رقم بن جایا کرتے ہیں۔ الحکم کو دے دیں۔ اس طرح کوئی نہ کوئی راہ الحکم کے بقا کی نکل آئے گی۔ چنانچہ انہوں نے خط لکھ کر رکھا۔ اور حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین صاحب سے اس امر کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ ”قادیان چلنا چاہیئے۔ الحکم کا بھی کچھ ہو جائیگا“ سیٹھ صاحب کے اس ارشاد سے نیک فال لیتے ہوئے والد صاحب قبلہ نے قادیان آنے کا عزم کر لیا۔ اور یہ تجویز کی۔ کہ بارہ دوستوں کو تحریک کی جائے۔ کہ وہ ایک ایک ماہ کے اخراجات بطور اعانت الحکم کو دیں۔ چنانچہ جب وہ قادیان تشریف لائے۔ تو انہوں نے مجھے فرمایا۔ کہ

”تم الحکم کے لئے فکرمند تھے۔ یہ سمجھو کہ خدا نے اس کا انتظام کر ہی دیا ہے“

اس کے بعد انہوں نے میرے سامنے خاندانِ نبوت کے نونہالوں سے الحکم کے متعلق اپیل کی۔ جسے سب نے خندہ پیشانی سے قبول فرما لیا۔

جب یہ اپیل منظور کر لی گئی۔ تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ کیونکہ میں جو الحکم کے جاری رکھنے کے لئے ہر وقت ایک مشکلات کے بھنور میں سے گزر کر دماغی اور ذہنی پریشانی کے علاوہ جسمانی تکلیف بھی برداشت کر کے ایک پرچہ نکالا کرتا تھا۔ میں نے سمجھا۔ کہ اب آرام سے اخبار ایڈیٹ کرنے کا موقع میسر آئیگا۔ اور میں انشاء اللہ اخبار کو بہتر بنانے کی ہر ممکن سعی بروئے کار لاؤں گا۔

مگر

تدبیر کند بندہ ⁂ تقدیر کند خندہ

والی ضرب المثل مجھ پر صادق آنے والی تھی۔ میں اپنے خیال میں مست تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کی ایک تقدیر میرے لئے کوئی الگ صورت حالات پیدا کرنے والی تھی۔ جنوری میں میں نے الحکم کے دو پرچے جو چاروں پرچوں کا مجموعہ تھے نکالے اس وقت بعض ضروری کاموں کی سرانجام دہی کے لئے۔ مجھے بمبئی جانے کے لئے تاریں وغیرہ آئیں۔ چونکہ وہاں جانا ازحد ضروری تھا۔ اس لئے میں نے کاتب کو بلا کر کہا۔ کہ میں بہت جلد بمبئی جانے والا ہوں۔ اس لئے دو تین پرچے میں اکٹھے لکھوا دیتا ہوں۔ جو میرے بعد چھپ کر پوسٹ ہو جائیں گے۔ اس طرح الحکم کے باقاعدہ جاری رکھنے کے لئے اپنی تدبیر شروع کی۔ لیکن اسی کے ساتھ ہی میری بیماری کا آغاز نامعلوم صورت میں شروع ہوا۔ اور وہ کھانسی کی شکل میں تھا۔ ہلکی ہلکی کھانسی مجھے ایام جلسہ سے شروع ہوئی تھی۔ کھانسی کے معمولی علاج بھی ہوتے رہے۔ مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ کا مصداق ہوا۔ کسی قسم کی بلغم وغیرہ خارج نہ ہوتی تھی۔ اور کھانستے کھانستے گلے کی رگیں پھٹنے لگتیں۔ اس کھانسی نے مجھے بہت کمزور کر دیا۔ اور اسکی صورت دمہ کی صورت سے بہت ملتی جلتی تھی۔ بالآخر میں ایک دن ٹانگہ کروا کر لفٹیننٹ ڈاکٹر محمد الدین صاحب کے مکان پر گیا۔ انہوں نے بہت توجہ سے مجھے دیکھا۔ اور فرمایا۔

”بلغم سے پھیپھڑہ کی تمام نالیاں بھری ہوئی ہیں۔ سانس کی آمد و رفت میں بھی دقت ہے۔ کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔“

انہوں نے ایک نسخہ لکھ دیا۔ اور ایک ٹیکہ لگانے کا مشورہ دیا۔ مگر اس علاج سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ مرض میں اضافہ ہوا۔ اب میں چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو گیا۔ اور کسی کسی وقت بخار بھی ہونے لگا۔

ایک دن صبح کو جبکہ میں کلی کر رہا تھا۔ یکدم بہت سا خون منہ سے بے اختیار آ گیا۔ مجھے تعجب اور حیرانی ہوئی۔ کہ یہ کہاں سے آ گیا۔ پھر میں نے خود ہی فیصلہ کر لیا۔ کہ گلے سے آ گیا ہوگا۔ بیماری کے بڑھ جانے کی وجہ سے میں نے ڈاکٹر صاحب موصوف کو گھر پر آنے کی تکلیف دی۔ ... صاحب نے آ کر دیکھا۔ اور بہت توجہ سے معاینہ کیا۔ دیکھ کر فرمایا۔ ”کہ مرض تو بہت بڑھ گیا ہے“۔ جگر بہت بڑھا ہوا تھا۔ چہرہ کی رنگت سیاہ ہو گئی تھی۔ آنکھوں کی حالت بھی بہت گدلی اور متغیر تھی۔ اور بلغم بدستور پھیپھڑوں میں بھری ہوئی تھی۔ جس کا پورا حملہ دائیں طرف کے پھیپھڑہ پر تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑی توجہ سے علاج شروع فرمایا۔ بعض دن اور راتیں ایسی آئیں۔ جن میں میں زندگی کی نسبت موت کے زیادہ قریب تھا۔ (باقی)

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کا ارشاد

آجکل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کیلئے خصوصیت سے دعائیں کیجائیں

چونکہ آج کل بعض احباب نے میرے پیارے بچے محمود اور جماعت کے موجودہ امام کے متعلق بعض خوابیں دیکھی ہیں۔ اسلئے میں جماعت کے احباب سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ اپنے امام کیلئے آجکل خصوصیت کے ساتھ دعائیں کریں کہ اللہ تعالےٰ اسے تمام خطرات اور تکالیف سے محفوظ رکھے۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدمت دین کے ساتھ لمبی اور صحت کی عمر عطا کرے۔ آمین۔ ام المومنین قادیان۔ ۱۵ر مارچ ۱۹۴۳ء

ایک احمدی نوجوان کی کامیابی

یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائیگی۔ کہ عزیز مکرم بشارت الرحمٰن صاحب بی۔ اے جو صوفی عطا محمد صاحب ساکن محلہ دارالرحمت کے لخت جگر ہیں نے نہایت کامیابی کے ساتھ آئی۔ سی۔ ایس کا امتحان پاس کیا ہے۔

عزیز بشارت الرحمٰن حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی ہیں کے نواسے ہیں۔ عزیز بشارت الرحمٰن بہت نیک اور مخلص احمدی نوجوان ہیں۔ ہم ان کی بہت بڑی ترقی کے خدا تعالیٰ سے متمنی ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس طرح جماعت میں ایک نئے آئی۔ سی۔ ایس نوجوان کا اضافہ ہوا۔ وہ شروع اپریل میں ایم۔ اے کا بھی امتحان دے رہے ہیں۔ احباب دعا کریں۔ کہ وہ ایم۔ اے میں بھی کامیابی حاصل کریں۔ ہم اس تقریب پر جناب شیخ صاحب اور صوفی صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ (محمود احمد عرفانی)

نوٹ۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے درج کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی)

وصیت نمبر ۶۴۲۶ ۔ منکہ عبدالحق ولد چودھری علی محمد صاحب مرحوم قوم منہاس راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۴۱ سال تاریخ بیعت ۱۲/۲۷/۱۷ محلہ دارالسعۃ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۳/۲/۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمد مبلغ عہ/۸ اور قحط الاؤنس عہ/ کل للعہ/۱۴ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتا رہوں گا۔

(۲) اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ بشرطیکہ میں اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا نہ کر چکا ہوا۔ المرقوم یکم مارچ ۱۹۴۳ء۔ عبدالحق بقلم خود۔

العبد عبدالحق ولد چودھری علی محمد صاحب منہاس محلہ دارالسعۃ قادیان

گواہ شد محمد سعید اللہ احمدی بقلم خود محلہ دارالسعۃ ۴۳/۲/۳ گواہ شد

حکیم احمد الدین بقلم خود محلہ دارالسعۃ ۴۳/۲/۳

نئی کتابیں

تعارف

الحکم نمبر ۲ میں میں نے نئی تین کتابوں کا اعلان کیا تھا۔ ان کتابوں کے تفصیلی حالات کے متعلق میں نے لکھا تھا۔ کہ اگلے پرچہ میں شائع کر سکوں گا۔ آج کی اشاعت میں اپنی تیسری کتاب "تعارف" کا ذکر کرتا ہوں۔ اس کتاب کے شائع کرنے کی خواہش حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حجر اساسی کے رکھنے کے وقت فرمائی تھی۔ اور اس خواہش کی تکمیل حضرت قبلہ عرفانی کبیر صاحب نے ۱۸۹۸ء میں کرنی چاہی۔ مگر مشیئت الٰہی نے اس کام کو ایک لمبے عرصے کے لئے پیچھے ڈال دیا۔ اس کتاب کا پہلا اعلان اخبار الحکم ۱۲ مارچ ۱۸۹۸ء میں ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "گذارش ضروری" کے عنوان سے ایک اشتہار متعلق بیعت شائع فرمایا تھا۔ اس میں ایک ایسی کتاب کے شائع کرنے کی تجویز آپ نے تحریر فرمائی۔ اور یہ تجویز "بالقادر رب جلیل و کریم" آپ نے تحریر فرمائی۔ اس تجویز کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریر یوں ہے:۔

"اے اخوان مومنین (ایدکم اللہ بروح منہ) آپ سب صاحبوں پر جو اس عاجز سے خالصاً لطلب اللہ بیعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ واضح ہو کہ "بالقادر رب کریم و جلیل" جس کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو انواع و اقسام کے اختلافات اور غل و حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بغض سے جس نے ان کو بے برکت اور نکما و کمزور کر دیا ہے۔ نجات دے کر فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کا مصداق بنا دے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد و منافع بیعت کے جو آپ لوگوں کے لئے مقدر ہیں۔ اس انتظام پر موقوف ہیں۔ کہ آپ سب صاحبوں کے اسماء مبارکہ ایک کتاب میں بقید ولدیت و سکونت مستقل و عارضی اور کسی قدر کیفیت (اگر ممکن ہو) اندراج پاویں۔ اور پھر جب وہ اسمائے مندرجہ کسی تعداد موزوں تک پہنچ جائیں۔ تو ان سب ناموں کی ایک فہرست تیار کر کے اور چھپوا کر ایک ایک کاپی تمام بیعت کرنیوالوں کی خدمت میں بھیجی جاوے۔ اور پھر جب دوسرے وقت میں نئی بیعت کرنے والوں کا ایک معتد بہ گروہ ہو جاوے۔ تو ایسا ہی ان کے اسماء کی بھی فہرست تیار کر کے تمام مبایعین یعنی داخلین بیعت میں شائع کی جائے۔ اور ایسا ہی ہوتا رہے۔ جب تک ارادہ الٰہی اپنے اندازہ مقررہ تک پہنچ جائے۔ یہ انتظام جس کے ذریعہ سے راستبازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدت مجموعی کے پیرائے میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہوگا۔ اور اپنی سچائی کی مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کرے گا۔ خداوند عزوجل کو بہت پسند آیا ہے۔ مگر چونکہ یہ کارروائی بجز اس کے باسانی صورت انجام پذیر نہیں ہو سکتی۔ کہ خود مبایعین اپنے ہاتھ سے خوشخط قلم سے لکھ کر اپنا تمام پتہ و نشان بہ تفصیل مندرجہ بالا بھیجدیں۔ اس لئے ہر ایک صاحب کو جو صدق دل اور خلوص تام سے بیعت کرنے کے لئے مستعد ہیں۔ تکلیف دی جاتی ہے۔ کہ وہ یہ تحریر خاص اپنے پورے پورے نام و ولدیت و سکونت مستقل و عارضی وغیرہ سے اطلاع بخشیں یا اپنے حاضر ہونے کے وقت یہ تمام امور درج کرا دیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ **ایسی کتاب کا مرتب و شائع ہونا جس میں تمام بیعت کرنے والوں کے نام و دیگر پتہ و نشان درج ہوں۔ انشاء اللہ بہت سی خیر و برکت کا موجب ہوگا۔** ازاں جملہ ایک بڑی عظیم الشان بات یہ ہے۔ کہ اس ذریعہ سے بیعت کرنے والوں کا بہت جلد باہم

"تعارف"

ہو جائے گا۔ اور باہم خط و کتابت کرنے اور افادہ و استفادہ کے وسائل نکل آئیں گے اور غائبانہ ایک دوسرے کو دعا خیر سے یاد کریں گے۔ اور نیز اس باہمی شناسائی کی رو سے ہر ایک موقعہ و محل پر ایک دوسرے کی ہمدردی کر سکیں گے۔ اور ایک دوسرے کی غمخواری میں یاران موافق و دوستان صادق کی طرح مشغول ہو جائیں گے۔ اور ہر ایک کو ان میں سے اپنے ہم ارادت لوگوں کے ناموں پر اطلاع پانے سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ اس کے روحانی بھائی دنیا میں کس قدر پھیلے ہوئے ہیں۔ اور کن کن خداداد فضائل سے متصف ہیں۔ سو یہ علم ان پر ظاہر کریگا۔ کہ خدا تعالیٰ نے کس خارق عادت طور پر اس جماعت کو تیار کیا ہے۔ اور کس عجلت اور جلدی سے دنیا میں پھیلایا ہے۔ اور اس جگہ اس وصیت کا لکھنا بھی موزوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر شخص اپنے بھائی سے بکمال ہمدردی و محبت پیش آوے۔ اور [illegible] حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر ان کا قدر کرے۔ ان سے جلد صلح کر لیوے۔ اور دلی غبار کو دور کر دیوے۔ اور صاف باطن ہو جاوے۔ اور ہرگز ایک ذرہ کینہ اور بغض ان سے نہ رکھے۔"

اس تفصیلی تحریر مبارک سے جو حضرت اقدس نے خود شائع فرمائی۔ اس کتاب کا مقصد اور ضرورت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اس کتاب کے لئے آپ [illegible] اپنا مختصر تذکرہ شائع کرانے کے لئے آج سے عزم کر لیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس منشاء احقر کے ماتحت جس کی طرف القادر ربانی نے اشارہ فرمایا۔ آپ مصداق ہو سکیں۔ (محمود احمد عرفانی)

وصیتیں

نوٹ: وصایا منظوری سے پہلے اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی)

۶۳۸۸۔ منکہ غلام جنت زوجہ منشی غلام مرتضٰی صاحب قوم راجپوت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن سردارپور ڈاکخانہ سردار ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۳ ۳۰ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ زیور حق مہر کل ۲۰۰/- روپے۔ ۱۰۰/- ۱۰۰/- اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت، حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ تفصیل زیور کانٹے سوا تولہ سونا۔ الامتہ: غلام جنت بقلم خود۔ گواہ شد غلام مرتضٰی احمدی سیکرٹری مال بہتام سردارپور۔ گواہ شد غلام احمد ارشد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

۶۴۹۳۔ منکہ ریشم بی بی زوجہ الٰہہ لوک قوم پیشہ موچی عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۰ء ساکن ترگڑی ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۳ ۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ میرے خاوند کے ذمہ مہر ۳۲ روپیہ نقد اور قرضہ بذمہ خاوندم الٰہہ لوک ولد کرم الٰہی قوم ڈھلو پیشہ موچی صوبہ پنجاب مکان موضع ترگڑی ضلع گوجرانوالہ ۸۰ روپے نصف جس کے للعہ ہوتے ہیں۔ میں کل رقم کی ایک سو بارہ روپے کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو کل رقم ۱۱عہ ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ نہ کوئی میری جائیداد ہے۔ نہ کوئی آمدنی ہے۔ میں یہ رقم اپنی زندگی میں ادا کر دوں گی۔ میرے مرنے پر جو جائیداد مذکورہ کے سوائے ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ: ریشم بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد الٰہہ لوک خاوند موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد محمد دین پٹواری۔

۵۵۶۶۔ میں عنایت بیگم زوجہ چوہدری غلام رسول صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن سہرپال ڈاکخانہ مدد کاہلواں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) اس وقت میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔

(۲) جائیداد منقولہ حسب ذیل ہے۔

(الف) زیورات طلائی سوا تولہ مالیتی ۸۰/- روپے
" انام ایک تولہ مالیتی ۳۶/- روپے
زیورات نقرئی چھیلاں ۲۸ تولہ مالیتی ۱۴/- روپے
۱۳۰/- روپے

(ب) حق مہر مبلغ پانچ صد روپیہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ یعنی میری کل جائیداد اس وقت مبلغ ۶۳۰/- روپے بحروف چھ صد تیس۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میں اپنی اس جائیداد کا حصہ وصیت مبلغ ۶۳/- روپیہ (ترسیٹھ) اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرنے کی کوشش کروں گی۔ نیز میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ اگر آئندہ اس جائیداد کے علاوہ بوقت وفات میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک بموجب وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کچھ حصہ اپنی وصیت کا حین حیات ادا نہ کر سکوں۔ تو میرے خاوند چوہدری غلام رسول صاحب یا میرے دیگر ورثاء ادا کرنے کے ذمہ وار ہوں گے۔

العبد:۔ نشان انگوٹھا دائیاں عنایت بیگم موصیہ۔ گواہ شد مولوی محمد شریف ولد شیخ خیر الدین قصوری حال سندھ جننگ فیکٹری کنری سندھ۔ گواہ شد غلام رسول موصی ولد شیر محمد موضع سہرپال ضلع سیالکوٹ حال نصرت آباد اسٹیٹ فضل بھمبر و سندھ۔

(دارالله بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر و پبلشر و پرنٹر دفتر الحکم تراب منزل قادیان سے شائع ہوا)